سید عطاء المحسن بخاریؒ

منقبتِ معاویہؓ

تاریخِ وصال ۲۲ رجب ۶۰ھ دمشق

نسبت معاویہؓ کی نبیؐ کریم سے
بندہ قریب جیسے ہے ربِ رحیم سے

شخصِ مُعاویہؓ ہے نبوت کا وہ نگیں
اعمال عنبریں ہیں تو اقوال انگبیں

نسبت معاویہؓ کی جو صہرِ رسول ہے
عقدِ حُسینؓ بھی ہے وہ خالِ بتول ہے

حضرت معاویہؓ ہیں ریاضِ رسول میں
واصل فروع میں ہیں تو شامل اصول میں

عظمت معاویہؓ کی نبوت کے وہ گواہ
اور ان کے دین پہ ہیں محمدؐ علیؓ گواہ

ہے اسوۂ رسول کا آئینہ ان کی ذات
رشد و ہدایتوں کا خزینہ ہے ان کی ذات

حضرت معاویہؓ کی خلافت ہے راشدہ
جس کو نہیں قبول وہ ظالم ہے فاسدہ

حضرت معاویہؓ کی خلافت کے عہد میں
حیوان و آدمی تھے عدالت کی مہد میں

مولا علیؓ، حسنؓ نے تو ایسا کیا کمال
جس سے معاویہؓ کی خلافت ہے لازوال

حضرت معاویہؓ کی خلافت کے بیس سال
فتح و جہاد میں تھے وہ فاروقؓ کی مثال

قولِ نبیؐ میں ہادی و مہدی ہے مستجاب
حضرت معاویہؓ مرے آقا کا انتخاب

دینِ معاویہؓ نے اُٹھائے ہیں سب حجاب
حضرت معاویہؓ کی سیاست ہے لاجواب

قاتل خلیفہ سومؓ کا اُشتر تھا جا لیا
چُن چُن کے ہر خبیث ٹھکانے لگا دیا

عہدِ مُعاویہؓ میں تو امن و سکون تھا
دشمن تھا جو بھی دین کا خوار و زبون تھا

دشمن ہیں جتنے اُن کے اِس عہدِ خراب ہیں
لکھا عطاؔ نے ان کو ہے قرض و حساب میں

اختر جنبوا

مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ

اور

مجلسِ احرارِ اسلام

م ۔ش مجلسِ احرارِ اسلام کے ان مخالفوں میں سے ہیں جو مرزائیوں سے متاثر بھی ہیں اور جب سے وہ کسان کی اَن پڑھ گود سے نکل کر ماڈرن سولائزیشن کے پڑھے لکھے انسان کی گود میں آئے ہیں انہوں نے عہد کر رکھا ہے کہ وہ تاریخ کے رخِ تاباں کو مرزائیت سے وفاداری کی تاریکیوں میں گم کر کے حقِ نمک ادا کرتے رہیں گے حال ہی میں انہوں نے آپ بیتی لکھنا شروع کی تو مجلسِ احرارِ اسلام کے ماضی پر خطِ تنسیخ کھینچا اور مسلم لیگ کے مرادآبادی مُردوں کی ری ٹچنگ کر کے انہیں مستقبل کا سنگِ میل ثابت کرنے کی کوشش کی ۔ جناب اختر جنجوا مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کا بروقت احتساب کیا اور ماضی کے چہرے کو کثافتوں سے پاک کیا ہے ۔

قائداعظم پنجاب میں مسلم لیگ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے متمنی تھے اور اس اہم مقصد کے حصول کے لئے سخت کوشاں تھے لیکن اس وقت پنجاب مسلم لیگ چند سرکار پرست افراد کے زیر اثر تھی جس کی وجہ سے مسلم لیگ کو منظم کرنے میں کئی دشواریاں حائل تھیں ۔ قائداعظم کے ایک عقیدت کیش سوانح نگار جناب رئیس احمد جعفری اپنی کتاب حیات محمد علی جناح کے صـ ۲۳۱ پر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"الیکشن میں مسلم لیگ کی کامیابی کے امکانات بہت ہی کم تھے کیوں کہ اب تک مسلم لیگ خواص کی جماعت تھی اس پر ذاتی مناصب اور سربلندی حاصل کرنے والوں کا

قبضہ تھا عوام سے اس کا کوئی رابطہ نہ تھا۔"

قائداعظم محمد علی جناح مسلم لیگ کا ایک صوبائی الیکشن بورڈ تشکیل دینے کی غرض سے ۲۷ اپریل ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائے۔ قائداعظم نے لاہور پہنچ کر یکم مئی کو میاں سر فضل حسین سے ملاقات کی تاکہ ان کو مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں شامل کیا جا سکے لیکن قائداعظم کو اس سلسلہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ معروف احرار رہنما جناب تاج الدین انصاری صاحب، اس ملاقات کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اس ملاقات میں سر فضل حسین نے نہایت عیاری سے کام لیتے ہوئے ملاقات کے کمرہ میں پردے کے پیچھے دو برطانوی جاسوسوں کو بٹھا دیا تھا تاکہ وہ مسٹر جناح کے خیالات اپنے کانوں سے سن لیں۔ گفتگو کا نچوڑ یہ تھا کہ مسٹر جناح بہر حال مسلم لیگ کو الیکشن کے میدان میں اتار یں گے خواہ انہیں کانگریس سے کوئی سمجھوتہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ سر فضل حسین نے مسٹر جناح کو بے حوصلہ، دل برداشتہ اور مایوس کرنے کی انتہائی کوشش کی اور آخر میں انہیں کہا کہ آپ پنجاب میں جلسہ کرنے کی ہرگز کوشش نہ کریں جلسہ کامیاب نہ ہو سکے گا یہاں کون آپ کی بات سنے گا اور کس نے ساتھ دینا ہے۔"
(اکابر احرار اور قائد پاکستان محمد علی جناح ص ۹)

سر فضل حسین سے مایوس ہونے کے بعد قائداعظم نے احرار رہنماؤں سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ قائداعظم نے احرار رہنما چودھری افضل حق اور مولانا حبیب الرحمٰن سے فلیٹیز ہوٹل لاہور میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں قائداعظم نے احرار رہنماؤں سے مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کی درخواست کی اور پارلیمنٹری بورڈ میں شرکت کی دعوت دی چونکہ احرار رہنماؤں کی خواہش تھی کہ پنجاب اسمبلی میں مسلمانوں کے ایسے نمائندے منتخب ہونے چاہئیں جو سرکار پرست نہ ہوں۔ بلکہ مخلص اور نڈر مسلمان ہوں اس لئے ان رہنماؤں نے قائداعظم کو اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرانے کے ساتھ پارلیمنٹری بورڈ میں شمولیت کے بارے میں آمادگی کا اظہار کیا۔

جب یو۔پی کے بیشتر زمیندار اور سندھ کے وڈیرے مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کر چکے تھے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ بھی قائداعظم سے ناراض تھا۔ پنجاب میں سر فضل حسین اپنی تمام توانائیوں سے قائداعظم کو سیاست میں داخل ہونے سے روک رہے تھے۔ اس صورت حال میں مجلس احرار کے

رہنماؤں نے قائداعظم کا پنجاب میں استقبال کیا لیکن چونکہ برطانوی ذرائع ابلاغ نے نیشنلسٹ مسلمانوں کو ہندوؤں کا زرخرید ظاہر کرکے حد درجہ بدنام اور رسوا کردیا تھا اس لئے جیسے ہی قائداعظم نے مجلس احرار سے اتحاد و تعاون کی راہیں ہموار کیں تو ہر طرف سے ٹوڈی مسلمانوں نے ان پر بمبارڈمنٹ شروع کردی۔

سر محمد یعقوب نے یکم مئی ۱۹۳۶ء کو سہ روزہ الجمعیۃ دہلی میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ:

"جناح ان لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں جو ان سے رائے میں اتفاق نہیں کرتے مثلاً مسلم لیگ کا نصب العین آئینی طریق پر درجہ نوآبادیات حاصل کرنا ہے جب کہ احرار اور جمعیت مکمل آزادی کی دعویدار ہیں۔ ان حالات میں کون سا سوال میرج مطلوب ہے جو انہیں اور مسٹر جناح کو متحد رکھ سکتا ہے۔ مسٹر جناح خواب دیکھ رہے ہیں کہ ان کا پلان کامیاب ہوگا حالانکہ اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ قبل از انتخابات ہی یہ عمارت دھڑام سے گر جائے۔"

اس طرح سر محمد یامین اور کئی دیگر ٹوڈی مسلمانوں نے قائداعظم کی اس کوشش کو شدید ہدف تنقید بنایا لیکن علامہ محمد اقبال نے اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیتے ہوئے قائداعظم کے اس اقدام کی تعریف کی۔ اس کے بعد قائداعظم راولپنڈی گئے جہاں چند روز ٹھہر کر کشمیر چلے گئے اور وہیں سے انہوں نے ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو مسلم لیگ کے سنٹرل پارلیمنٹری بورڈ کے ممبران کے ناموں کا اعلان کیا۔ ان میں مجلس احرار کی طرف سے چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، خواجہ غلام حسین ایڈووکیٹ اور میاں عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء شامل تھے۔

بعد ازاں احرار کے مشترکہ پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدگی کے ضمن میں میاں محمد شفیع صاحب نے معروف مسلم لیگی مؤرخ جناب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صاحب کی درج ذیل روایت نقل کی ہے۔

"احراریوں تو مسلم لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ میں شامل ہو گئے تھے لیکن کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بورڈ سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ پوری نہ ہوئیں۔ انہیں، سب سے بڑی غلط فہمی یہ تھی کہ جناح نے بمبئی کے تاجروں اور

دوسرے تعلقہ داروں سے کئی لاکھ روپے جمع کئے ہیں جو آئندہ الیکشن میں مسلم لیگی امیدواروں کے کام آئیں گے۔ اس مغالطہ میں مبتلا ہو کر چودھری افضل حق اور مولانا حبیب الرحمٰن وغیرہ سمجھتے تھے کہ اس فنڈ سے کم ازکم ایک لاکھ روپیہ پنجاب کے حصہ میں ضرور آئے گا اور یہ ایک لاکھ روپے کی رقم جلسے جلوسوں کے علاوہ اخباری پروپیگنڈہ پر خرچ ہوگی لیکن جب احرار کو پتہ چلا کہ پارلیمنٹری بورڈ کے پاس کوئی رقم نہیں ہے تو انہوں نے سوچا کہ اگر الیکشن پر اپنی جیب سے خرچ کرنا پڑا تو آئندہ انتخابات میں جناح کا توسّل کیوں اختیار کریں۔ ان خیالات سے متاثر ہو کر چودھری افضل حق، مولانا مظہر علی اظہر اور مولانا حبیب الرحمٰن نے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ انہیں مسلم لیگ سے علیحدہ ہونا پڑے گا"۔

کافی عرصہ قبل جناب بٹالوی صاحب پنجاب یونیورسٹی میں "اقبال اور تحریک پاکستان" پر لیکچر دیتے ہوئے احرار کی پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدگی کے ضمن میں مندرجہ بالا روایت بیان کی تو ایڈیٹر ہفت روزہ چٹان لاہور جناب آغا شورش کاشمیری نے اس کے جواب میں یکم مئی ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں ڈاکٹر صاحب کا مؤاخذہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

"ڈاکٹر صاحب خود ہی مقدمہ قائم کرتے خود ہی گواہ بن جاتے اور پھر خود ہی منصف کہلانا چاہتے ہیں۔ یہ اصول وقائع نگاری کے خلاف ہے انہیں اپنے دعاوی کے لئے سند و شہادت لانی چاہیئے صرف ان کا بیان ہی ثقاہت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ وہ ان لوگوں کے بارے میں حکایتیں بیان کرنے کی زحمت فرماتے ہیں جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اور ان لوگوں کے بارے میں قلم نہیں اٹھاتے جو زندہ ہیں؟ بٹالوی صاحب کی روایتوں کا کوئی راوی یا کوئی گواہ زندہ بھی ہے؟ انہوں نے اپنے قلم کی لکد کوبی کے لئے مرحومین کی قبروں کو منتخب کیا ہے تو کیوں؟ کیا اس لئے کہ ان کی مدافعت کا ماحول نہیں رہا اور کرگسوں کو عقاب کا نام دینا شیوہ بن چکا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی نظر سے "تاریخ احرار" مصنفہ چودھری

افضل حق نہیں گزری اس واقعہ سے متعلق تمام تفصیلات اس میں درج ہیں۔ تاریخ احرار کو شائع ہوئے پچیس سال ہو چکے ہیں اس اثنا میں کسی شخص نے بھی اس تحریر کی تردید نہیں کی۔ پیر تاج الدین، ماسٹر غلام رسول اور ملک برکت علی سب زندہ تھے۔ اس زمانہ میں سیاسی آب وہوا کا مزاج نسبتاً جوش اور غضب پر تھا لیکن آج اس قدر طویل عرصہ کے بعد ڈاکٹر صاحب پر غیب سے ان حقائق کا انکشاف ہو رہا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ سیاسیات میں احرار کو شکست ہو گئی۔ یہ بھی صحیح ہے کہ احرار کے وجود پر ان لوگوں نے بھی گرد وغبار اڑایا جو کیلے کی ایک پھلی، سگریٹ کے ایک کش اور بستر کی ایک شکن پر فروخت ہو جاتے ہیں۔ اس میں بھی کلام نہیں کہ احرار میں بعض دوسرے درجے کے لوگ جو بعد میں اول درجے کے رہنما ہو گئے کسی لحاظ سے بھی قابل ذکر نہیں لیکن چودھری افضل حق یا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارے میں یہ سوچنا بھی گناہِ عظیم ہے کہ وہ جلبِ منفعت یا حصولِ زر کے آدمی تھے یہ بکنے والے ہوتے تو ان کے خریدنے والے خود بک بک کر انہیں خریدتے "۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بعض لیگی ٹوڈیوں اور سرکار پرست رؤسا کی سازشوں کی وجہ سے یہ مبارک اتحاد زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا اور اب ایک طویل عرصہ کے بعد ۱۹۸۴ء میں میاں امیر الدین کی کتاب " یادِ ایام " پر تبصرہ کرتے ہوئے خود عاشق حسین بٹالوی صاحب نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے اور اس کے ثبوت میں خود ڈاکٹر صاحب نے میاں امیر الدین کا درج ذیل خط بھی آؤٹ کیا ہے جو انہوں نے سر فضل حسین کو لکھا۔ اس خط سے اس اتحاد کو سبوتاژ کرنے کے لئے لیگی ٹوڈیوں کی بے چینی اور سازشوں کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نیز واضح رہے کہ یہ مکتوب اس وقت لکھا گیا جب احرار اور مسلم لیگ کے اتحاد کو باہم مذاکرات کے بعد قطعی شکل دی جا چکی تھی اور مشترکہ پارلیمنٹری بورڈ کے ناموں کا اعلان ہونے والا تھا۔

لیگی رہنما میاں امیر الدین اور ان کے دیگر سرکار پرست حواری موالی اپنی سازشوں میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔ اس تاریخی حقیقت کو بھی خود بٹالوی صاحب روزنامہ "جنگ" لاہور ۱۶ر فروری

میاں امیرالدین کے خط کا عکس

Lahore.
15th May, 1936.

Dear Mian Sahib,

The Ahraris are holding a public meeting at Baghbanpura on the 16th tomorrow. Malak Mohd Din Municipal President came to see Mian Sahib this morning. He related your talk with Mr. Kaiser on the 13th and he is of opinion that it is high time that Zafar Ali is secured and something paid to him. He also gave the information that Zafar Ali is being approached by the Jinnah people and that they are trying to have a joint statement from Zafar Ali and M. Ishak Mansabrawi. [?]

Malak Mohd Din thinks that Zafar Ali assisted by Pir Mohd Shah can very successfully hold a meeting at Baghbanpura or anywhere else and counteract Ahrar influence. Mohd Shah is no doubt very useful and really effective against Ataullah Bukhari and Co. Pir Mohd Shah also came to see me yesterday and discussed the Ahrar meeting at Baghbanpura and offered to counteract it effectively. His association can function and will have to be helped.

Malak Sahib suggested a thousand to Zafar Ali at once and a couple of hundred monthly. He says it should be done without even Kaiser knowing about it.

The Ahrar's idea seems to be to hold meetings first in the suburbs of Lahore and then attempt one in the city.

We have had a shower last night and the weather is cooler today.

Sir Feroz Khan left for Simla last night. He thinks he might have to leave for London in June next. He is expected to know about it definitely at Simla.

Trusting this will find you in better health.

Yours sincerely,
Amiruddin